احمد حسین مجاہد کی نئی تصنیف

''رموزِ شعر'' کی تقریبِ پذیرائی

اردو اور ہندکو کے معروف شاعر، ادیب اور نقاد احمد حسین مجاہد کی نئی تصنیف ''رموزِ شعر'' کی تقریبِ پذیرائی ادبی وسماجی تنظیم ''ٹو ڈبلیوز'' کے زیرِ اہتمام اور بزمِ علم وفن ہزارہ کی سرپرستی میں ماڈرن ایج پبلک اسکول اینڈ گرلز کالج ایبٹ آباد میں منعقد ہوئی۔تقریب کی صدارت ممتاز شاعر اور کالم نگار جناب محمد اظہار الحق نے کی،مہمانِ خصوصی کوہاٹ سے تعلق رکھنے والے صاحبِ اسلوب شاعر جناب شاہد زمان تھے جب کہ چیف کنزرویٹر فاریسٹ جناب اظہر علی خان جو احمد حسین مجاہد کے بچپن کے دوست ہیں، مہمان اعزازی تھے۔تقریب کی نظامت جناب عبدالوحید بسمل نے کی جو ''ٹو ڈبلیوز'' کے صدر اور جانے پہچانے شاعر ہیں۔بزمِ علم وفن کے صدر جناب واحد سراج بھی اسٹیج پر تشریف فرما تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔کتاب ''رموزِ شعر'' اور صاحبِ کتاب جناب احمد حسین مجاہد کے بارے میں تعارفی کلمات تقریب کے ناظم نے پیش کئے ۔ جناب عبدالوحید بسمل نے کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ اکادمی ادبیات پاکستان نے نئے لکھنے والوں کی رہنمائی کے لئے ٹی وی ڈرامہ، ناول، افسانہ اور شاعری کے بارے میں رہنما کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تھا جس کے تحت ان موضوعات پر ان شعبوں اور اصناف سے متعلقہ معروف ادبا کو یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی۔شاعری کے بارے میں رہنما کتاب لکھنے کے لئے اردو دنیا سے جناب احمد حسین مجاہد کا انتخاب کیا گیا۔احمد حسین مجاہد نے تقریباً ایک سال کی محنت کے بعد ''رموزِ شعر'' کے نام سے یہ کتاب لکھی جسے اکادمی ادبیات پاکستان نے شائع کیا۔انھوں نے کہا کہ یہ اہلِ ہزارہ کے لئے فخر کا مقام ہے کہ اکادمی نے اس مشکل کام کے لئے ہزارہ کے معروف شاعر جناب احمد حسین مجاہد کا انتخاب کیا۔

انھوں نے بتایا کہ ''رموزِ شعر'' چھ ابواب پر مشتمل ہے۔پہلا باب جو ''سحرِ حلال'' کے عنوان سے لکھا گیا ہے اس میں شاعری کے بارے میں ابتدائی معلومات دی گئی ہیں اور ان مفروضوں کو دلیل کے ساتھ رد کیا گیا ہے جو شاعری کے حوالے سے عام ہیں۔دوسرے باب میں شاعری کی اصطلاحات اور اصناف سے بحث کی گئی ہے۔تیسرے باب میں شاعر اور منصبِ شاعری، احترام اساتذہ، تخیل، محاکات اور خوبیِ خیال و بیان کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔باب چہارم میں فصاحت و بلاغت، علمِ بیان، علامت، بدیع، روزمرہ، محاورہ اور ضرورت شعری کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔پانچواں باب علمِ عروض کے لئے مختص ہے جس میں بحریں، تقطیع وغیرہ جیسے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔چھٹا اور آخری باب عیوبِ سخن کے بارے میں ہے۔انھوں نے یہ بھی بتایا کہ احمد حسین مجاہد نے اپنی اس کتاب میں نئے شعراء کے اشعار بطورِ مثال درج کئے ہیں جس سے ان کے وسیع مطالعہ اور عصری ادب پر ان کی نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔اس سے ایک تو نئے شعراء کو اچھا لکھنے کی ترغیب اور حوصلہ ملے گا وہیں یہ کتاب اچھے اشعار کی ایک نادر بیاض بھی بن گئی ہے۔

''رموزِ شعر'' پر پہلا مقالہ معروف شاعر جناب پرویز ساحر نے پیش کیا۔اپنے اس مقالے میں انھوں نے عروض پر لکھی گئی کتب کا ایک اجمالی خاکہ پیش کرتے ہوئے یہ بتایا کہ ''رموزِ شعر'' ان کتب سے کیسے اور کیوں مختلف ہے۔انھوں نے کہا کہ احمد حسین مجاہد نے دقیق علمی نکات کو جس سہولت اور سادہ زبان میں بیان کیا ہے اس سے نئے شعراء کے ساتھ ساتھ وہ لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں جو شعر کا ذوق رکھتے ہیں۔پرویز ساحر نے اپنے مقالے میں ''رموزِ شعر'' کا استحسان مدلل انداز میں کیا جسے حاضرین نے خوب سراہا۔دوسرا مقالہ خوب صورت شاعر جناب محمد حنیف نے پیش کیا۔محمد حنیف نے احمد حسین مجاہد کی شاعری اور شعر و ادب کے لئے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ انھوں نے شاعری میں ایک معیار قائم کیا ہے جس پر وہ کبھی سمجھوتا نہیں کرتے اور ان کی نثری کتب کے موضوعات میں اتنا تنوع ہے کہ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ وہ اتنے محاذوں پر اس خوب صورتی سے کیسا لڑتا ہے۔انھوں نے کہا ''رموزِ شعر'' ہر سکول اور کالج کی لائبریری میں ہونی چاہیے تاکہ اس سے طلبا اور اساتذہ استفادہ کرسکیں۔

اس موقع پر معروف شاعر جناب امتیاز الحق امتیاز نے احمد حسین مجاہد کو منظوم خراجِ تحسین پیش کیا۔بزمِ علم وفن ہزارہ کے صدر جناب واحد سراج نے اپنی گفتگو میں احمد حسین مجاہد کی شخصیت اور فن کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی جو ان کے عام قارئین کی نظر سے پوشیدہ ہیں۔جناب واحد سراج شائستہ گفتگو کے لئے مشہور ہیں اور ایک ماہرِ تعلیم ہونے کے ناطے ان کی گفتگو میں ایسے علمی نکات ہوتے ہیں جو بچوں اور بڑوں سب کے لئے رہنمائی کا باعث ہوتے ہیں۔

جناب احمد حسین مجاہد کے بچپن کے دوست اور محکمۂ جنگلات کے چیف کنزرویٹر جناب اظہر علی خان راجہ احباب کو احمد حسین مجاہد کے بچپن میں لے گئے اور بہت سے دلچسپ واقعات سنا کر محفل کو لوٹ لیا۔مہمان خصوصی جناب شاہد زمان نے کہا کہ میں نے مثبت اور جاندار رویہ نثار ناسک اور احمد حسین مجاہد سے سیکھا ہے۔یہ دونوں شخصیات اپنے نام کا ڈھنڈورا کبھی نہیں پیٹتے اور پوری سنجیدگی سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں، یہی نہیں بلکہ وہ نئے شعرا کو کھلے دل سے خوش آمدید کہتے ہیں،ان کی رہنمائی کرتے ہیں،انھیں آگے بڑھنے کا راستہ دیتے ہیں مگر کبھی کسی پر اپنے احسان کا بوجھ نہیں ڈالتے ۔انھوں نے کہا کہ ہمیں جس چیز کی شدت سے ضرورت ہے وہ یہی مثبت رویہ ہے اور یہ رویہ ہمیں احمد حسین مجاہد سے سیکھنا چاہیے جن کی زندگی دوسروں کی رہنمائی میں گزر گئی لیکن کوئی نہیں جانتا کہ کتنے شعرا اس وقت بھی ان کی رہنمائی میں آگے بڑھ رہے ہیں۔

جناب احمد حسین مجاہد نے اپنی گفتگو میں اپنی کتاب اور شخصیت کے حوالے سے ایک لفظ بھی نہ کہا بلکہ وہ دوستوں کی مدح کرتے رہے ۔انھوں نے اپنے دوستوں کی عظمتوں کو کھلے دل اور صاف انداز میں اجاگر کیا۔ان کی مختصر گفتگو دوستوں کے تذکرے کے ساتھ ختم ہوگئی اور حاضرین نے اس بات پر انھیں کھل کر داد دی کہ ان کی گفتگو میں خودستائشی کا شائبہ تک بھی نہیں تھا۔بعد میں صدرِ محفل جناب محمد اظہار الحق نے اپنے صدارتی خطبے میں اس بات کا بطورِ خاص تذکرہ کیا اور کہا کہ عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا کہ جس کی کتاب کی تقریب ہوتی ہے وہ اپنی ذات سے ہٹ کر بات ہی نہیں کرتا گویا یہ اس کی زندگی کی آخری تقریب ہو اور اسے پھر کبھی اپنے بارے میں بات کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

جناب محمد اظہار الحق نے اپنے صدارتی خطبے کا آغاز ہلکے پھلکے انداز میں کرتے ہوئے محفل کو کشتِ زعفران بنا دیا لیکن آہستہ آہستہ ان کی گفتگو ان نکات کے بیان تک آ گئی جو خالص علمی اور ادبی تھے۔وہی محفل جو تھوڑی دیر پہلے ان کی شگفتگی کی داد دے رہی تھی اب سنجیدگی سے ان نکات کو اپنے ذہن میں اتار رہی تھی جو اظہار الحق صاحب بیان کر رہے تھے۔انھوں نے شاعری اور عروض کے موضوع پر لکھی گئی کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے علم و فضل سے حاضرینِ محفل کو شانت کر دیا اور ساری محفل ان کی گفتگو میں کھو کر رہ گئی۔انھوں نے کہا کہ احمد حسین مجاہد کی ''رموزِ شعر'' بہت مختلف کتاب ہے کہ اس میں وہ سارے نکات بیان کیے گئے ہیں جن کے لئے ہمیں کئی کتابیں دیکھنا پڑتی تھیں، پھر ان کا اسلوبِ بیان ایسا ہے کہ آدمی کتاب پڑھتے ہوئے بوریت کا شکار نہیں ہوتا اور پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔انھوں نے کہا کہ یہ کتاب ایک مکمل کتاب ہے اور کئی کتابوں پر بھاری ہے۔جناب محمد اظہار الحق نے کہا کہ اس کتاب کے اندر ایک اور کتاب بھی موجود ہے یعنی اس میں نئے شعرا کے ایسے اچھے شعر بطورِ مثال پیش کیے گئے ہیں کہ عروض کی دیگر کتب اس اعتبار سے بھی اس کتاب کا مقابلہ نہیں کرسکتیں ۔انھوں نے فارسی اور عربی عروض کی کتابوں کا بھی ذکر کیا اور ''رموزِ شعر'' کو ایک کامیاب کتاب قرار دیتے ہوئے احمد حسین مجاہد کو مبارک باد دی۔

تعارف: احمد حسین مجاہد

مرتب: ڈاکٹر سید علی سلمان

احمد حسین مجاہد نے شہیدوں کی سرزمین بالاکوٹ میں آنکھ کھولی ۔سرکاری ریکارڈ کے مطابق ان کی تاریخِ پیدائش ۲ مارچ ۱۹۶۱ء ہے۔آپ کے والدِ گرامی کا نام غلام حسین تھا اور وہ بیکس تخلص کرتے تھے۔آپ کا تعلق پٹھانوں کے ایک قبیلے سے ہے۔آپ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہیں۔مجاہد آپ کے نام کا حصہ ہے،شاعری میں آپ احمد تخلص کرتے ہیں اور گھر میں آپ کو اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔آپ نے ابتدائی تعلیم بالاکوٹ ہی میں حاصل کی۔میٹرک کے امتحان میں آپ نے نہ صرف اپنے اسکول بلکہ وادیِ کاغان کے سب اسکولوں میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔میٹرک کے بعد آپ نے زرعی یونیورسٹی پشاور میں داخلہ لے لیا جو اس وقت ایک فیکلٹی کا درجہ رکھتی تھی۔آپ نے یہیں سے بی ایس سی (آنرز) کیا اور زرعی ترقیاتی بینک سے وابستہ ہوگئے۔اسکول کی والی بال ٹیم کے کیپٹن تھے لیکن بعد میں آپ نے مجاہد اسپورٹس کلب کی کرکٹ ٹیم کی بھی کپتانی کی۔آپ نے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف جرنلزم اسلام آباد سے صحافت کے سرٹیفکیٹ کورس میں ملک بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔آپ نے ۲۰۱۳ء میں ہزارہ یونیورسٹی سے ایم اے اردو کا امتحان بھی پاس کیا۔

تصنیفات:

۱۔دھند میں لپٹا جنگل (شعری مجموعہ) ۱۹۹۷ء

۲۔سیف الملوک (جھیل سیف الملوک سے وابستہ رومانوی داستان ۱۹۹۹ء)

۳۔صفحۂ خاک (۲۰۰۵ء کے زلزلے کے حوالے سے نثری تصنیف) ۲۰۰۷ء

۴۔اوک میں آگ (شعری مجموعہ) ۲۰۱۴ء۔اس شعری مجموعہ کو ننکانہ صاحب کی ادبی تنظیم ''وجدان'' نے بابا جی گرونانک ایوارڈ سے نوازا۔

۵۔قینچی (ہندکو منظوم لوک داستان) ۲۰۱۶ء۔اس کتاب کو اکادمی ادبیات پاکستان نے سائیں احمد علی ایوارڈ سے نوازا۔

۶۔رموزِ شعر (شاعری کے فن کے بارے میں رہنما کتاب) ۲۰۱۷ء۔اکادمی ادبیات پاکستان نے یہ کتاب رہنما کتابیں کے سلسلے میں شائع کی۔

۷۔تھدے خواب دی چھائی (ہندکو شعری مجموعہ) ۲۰۱۸ء

تالیف وانتخاب:

۱۔نیرنگِ خیال کا ماہیا نمبر

۲۔چاک پہ رکھے خواب (افراد باہم معذوری کیلئے شاعری کا انتخاب)

۳۔اکادمی ادبیات کے لئے ۲۰۱۱ء کی شاعری کا انتخاب

اعزازات:

۱۔یونین آف جرنلسٹس بالاکوٹ، تحصیل بار بالاکوٹ اور ڈیسنٹ کلب بالاکوٹ نے احمد حسین مجاہد کو ''پرل آف دی سائل'' کا خطاب دیا۔

۲۔عمائدینِ بالاکوٹ نے ایک تقریب میں احمد حسین مجاہد کو بالاکوٹ کی روایتی پگڑی پہنائی اور ''فرزندِ بالاکوٹ'' کا لقب دیا۔

۳۔کشمیر لٹریری فورم، مظفر آباد نے آپ کی ادبی خدمات کے صلے میں آپ کو مظفر آباد شہر کی چابی پیش کی۔

۴۔پاکستان ٹیلنٹ کونسل نے ۲۰۰۰ء میں احمد حسین مجاہد کو ''بہترین شاعر'' کی شیلڈ پیش کی۔

۵۔ویل وشرز فورم نے آپ کو ۲۰۰۸ء میں ''بہترین شاعر'' قرار دیتے ہوئے شیلڈ پیش کی۔

۶۔پاکستان ٹیلنٹ کونسل نے ۲۰۱۷ء میں آپ کو ایک بار پھر ''بہترین شاعر'' کی شیلڈ پیش کی۔

۷۔سدا بہار آرٹس کونسل نے ۲۰۱۸ء میں آپ کو ''بہترین شاعر'' قرار دیا اور شیلڈ پیش کی۔

۸۔احمد حسین مجاہد کے شعری مجموعہ ''اوک میں آگ'' کو ننکانہ صاحب (پنجاب) کی ادبی تنظیم ''وجدان'' نے ۲۰۱۴ء میں بابا جی گرونانک ایوارڈ سے نوازا۔

۹۔اکادمی ادبیات پاکستان نے آپ کی ہندکو شاعری کی کتاب ''قینچی'' کو سال ۲۰۱۶ء کی بہترین کتاب قرار دیتے ہوئے اسے سائیں احمد علی ایوارڈ سے نوازا۔

احمد حسین مجاہد

دھند میں لپٹا جنگل

مشاہیرِ ادب کی نظر میں

☆سرزمینِ ہزارہ نے دورِ حاضر میں اردو شعر و ادب کو مالا مال کر دیا ہے۔قتیل شفائی، محمد ارشاد، آصف ثاقب اور سلطان سکون کی اس نگری میں متعدد نوجوان شعراً و ادبا خوبصورت تخلیقات مسلسل پیش کر رہے ہیں۔احمد حسین مجاہد انہی تخلیق کاروں میں سے ایک نمایاں اور سربر آوردہ نام ہے۔وہ شاعری کی دونوں اصناف غزل اور نظم پر استادانہ حد تک حاوی ہیں اور اُن کے ساتھ آنے والے دور کی بہت سی توقعات وابستہ کرتے ہُوئے اہلِ ذوق کو کوئی جھجک محسوس نہیں ہوسکتی۔

(احمد ندیم قاسمی۔تبصرہ سے اقتباس، مطبوعہ فنون)

☆تمہاری تازگی اور زبان پر کنٹرول نے متاثر کیا۔تم میں ایک اچھے شاعر نے بسیرا کیا ہے، اِس کا خیال رکھنا۔

(ساقی فاروقی۔خط سے اقتباس)

☆''دھند میں لپٹا جنگل'' پا کر مجھے اُس باپ جیسی خوشی نصیب ہُوئی ہے جسے برسوں ترسنے کے بعد اولاد نصیب ہُوئی ہو۔

(قتیل شفائی ۔خط سے اقتباس)

☆آپ نے آج کے مسائلِ حیات کو جس طرح تغزل کے شیرے میں گوندھ لیا ہے وُہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

آپ نے آج کے مسائلِ حیات کو جس طرح تغزل کے شیرے میں گوندھ لیا ہے وُہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔(ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔خط سے اقتباس) ☆ساری اردو دنیا میں ''دُھند میں لپٹا جنگل'' توجہ سے پڑھی جائے گی کہ یہ ایک بشارت سنانے والے اور تازہ تر امکانات کے دروازے پر دستک دینے والے شاعر کی ترجمانی کرتی ہے۔

(ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔خط سے اقتباس)

☆ساری اردو دنیا میں ''دُھند میں لپٹا جنگل'' توجہ سے پڑھی جائے گی کہ یہ ایک بشارت سنانے والے اور تازہ تر امکانات کے دروازے پر دستک دینے والے شاعر کی ترجمانی کرتی ہے۔

(افتخار عارف۔فلیپ سے اقتباس)

☆احمد حسین مجاہد کی شاعری بادِ شمال کی چبھتی ہُوئی تربیتوں سے جوان ہونے والے کے دکھوں کا ثمرہ ہے۔جھولتی شاخ کے پتوں کی گنگناہٹوں سے مزین غزل، دردِ نظارہ کی سرخیوں سے خوش بدنی لے کر آ موجود ہونے والی نظم، اس کی شدتِ احساس کی ہمنوا ہوتی دیکھی جاتی ہے۔مجاہد تغزل کے آثار جمع کرنے میں کامیاب ہے۔اُس کی شاعری ہاڑ کی سخت گرمی میں اُمڈی ہُوئی بدلی ہے جو برس پڑے گی تو حدتِ وجود کو تھپیڑے بھی لگائے گی اور بوسے بھی دے گی۔

(آصف ثاقب۔دیباچے سے اقتباس)

☆ آپ کا کلام ایک محویت کی کیفیت میں پڑھتا چلا گیا۔فی الحال کیا تبصرہ کروں۔اِس شاعری کے سحر اور گرفت سے باہر نکلوں تَو کچھ کہوں۔ربِ نطق و بیاں نے کیسے کیسے تخلیق کار اِس دھرتی کو عطا کئے ہیں۔آپ کا اپنا ہی شعری ڈزنی لینڈ ہے جس کی سیاحت سے قطعاً اکتاہٹ اور تھکاوٹ نہیں ہوتی بلکہ TRANCE کی کیفیت چھائی رہتی ہے۔شعرأ کے جمِ غفیر میں اپنی منفرد سطحِ نوا کی وجہ سے نمایاں شناخت وضع کر لینا قطعاً اپنے بس کی بات نہیں، یہ عطائے ربی ہے۔بلا شبہ آپ ایک نوازے ہُوئے اور GIFTED تخلیق کار ہیں۔یہ ''توفیقات'' کسی کسی کو عطا کی جاتی ہیں۔

آپ کی شاعری میں فکر و فلسفہ بھی ہے، احساس دردمندی و دل سوزی بھی۔آپ کی شاعری میں میر اور غالب جیسے کلاسیکل اساتذہ کا رنگ بھی ہے اور مصطفیٰ زیدی، شکیب جلالی، آنس معین جیسے جدید شعرأ کا اسلوب بھی۔تاہم اپنی الگ شعری شناخت کا مرحلہ بھی طے ہو چکا ہے۔

بہت کچھ لکھنا چاہتا ہُوں اور بہت کچھ کہنا چاہتا ہُوں مگر شدتِ تاثر مجھے کچھ بھی نہیں لکھنے دے رہی۔اِس کیفیت سے باہر آ کر ہی تجزیہ و تحلیل اور فنی قدر پیمائی کا فرض ادا کرسکوں گا، فی الحال مجھے اِسی کیفیت میں رہنے دیجئے۔

(پروفیسر غفور شاہ قاسم۔خط سے اقتباس)

☆میں نثر کا بندہ ہوں شاعری کے تکلفات سے آگاہ نہیں لیکن یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ آپ نہایت بلند پایہ شعر کہتے ہیں۔

(مستنصر حسین تارڑ۔خط سے اقتباس)

☆آپ کے پاس واقعی کہنے کے لئے بہت کچھ ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے پاس وہ ہنر بھی موجود ہے جو مردہ لفظوں کو بھی نئی زندگی عطا کر دیتا ہے۔

(عطاء الحق قاسمی۔خط سے اقتباس)

☆مجاہد کی شاعری میں ایک موسمِ بے اختیاری دل کھینچتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔نظم ہو یا غزل، مجاہد کا مخصوص لہجہ دسمبر کی شفاف چاندنی اور گھنے جنگل کی ہواؤں کے لمس اور خوشبو کا احساس دلاتا ہے۔

(سیدہ آمنہ بہار۔تاثرات)

☆آپ بہت عمدہ شعر کہتے ہیں۔اگر آپ سنبھل کر شعر گوئی کرتے رہے تو کوئی شک وشبہ کی بات نہیں کہ آنے والے کل میں آپ ایک مستقل حوالہ بن سکیں گے۔

(ڈاکٹر مرزا حامد بیگ۔خط سے اقتباس)

☆آپ کے ہاں فطرت سے وابستگی اور محبت وافر ہے۔یہ دونوں ہمہ گیر جذبے اچھی شاعری کے بنیادی جوہر ہیں۔

(نصیر احمد ناصر۔تاثرات)

☆ احمد حسین مجاہد غزل کا ایک خوش فکر شاعر ہے۔ندرت کا متلاشی اور خلوص کا خواہاں ہے۔اُس کے ہاں تازہ خیال کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہنے کا رویہ ملتا ہے، جس نے اُس کی غزل میں ایک خوش گواریت کو قائم رکھا ہے۔غزل میں اُس نے ''عشق'' پر اپنی اساس رکھی ہے۔وُہ سمجھتا ہے کہ وہم وگماں کے چنگل سے عشق ہی رہائی دلا سکتا ہے۔عشق جو ''اذانِ بلال'' میں جھلکتا ہے اور عشق جو خلقِ خدا کو مطیع کر لیتا ہے۔مجاہد نے اپنے سخن کی آب وہَوا میں بیشتر عشق ہی کے رنگ وبُو سے استفادہ کیا ہے۔بالائی علاقوں کی نمائندگی کرنے والے اِس نوجوان شاعر کے پاس چٹانوں کو کاٹتے ہُوئے جھرنے کی سی شدت ہے جس کی تہذیب سے وُہ پتھروں کو تراش لینے کے فن سے آشنا ہوسکتا ہے۔

خاور اعجاز

☆احمد حسین مجاہد منفرد لہجے کا شاعر ہے، اُس کی شاعری ریاض کے مرحلوں سے گزری ہے اسی لئے نکھری ہُوئی ہے۔

(ڈاکٹر صابر کلوروی۔تاثرات سے اقتباس)

☆ احمد حسین مجاہد توازن و اعتدال کا شاعر ہے اور صاحبانِ بصیرت پر اُس کے چراغِ سخن کی جھلمل جھلمل کرتی کرنیں واضح ہیں۔

(ڈاکٹر رؤف امیر (مرحوم)۔مضمون سے اقتباس)

☆مجاہد جتنی آسانی سے شعر کہتے ہیں یہ آسانی فنی ریاضت کے بغیر حاصل نہیں ہوئی۔ان کی شاعری میں اپنی مٹی کی خوشبو رچی بسی ہے اور ساری علامتیں اپنی مٹی کی خوشبو لئے ہوئے ہیں۔ایسا شعر کسی دور افتادہ مقام پر رہنے والا شخص ہی کہہ سکتا ہے۔

مرا خوش وضع میری زندگی میں اس طرح آیا
کوئی سیاح جیسے گاؤں کے بازار میں آئے

(محمد حنیف۔تاثرات)

☆جب ہم احمد حسین مجاہد کی شاعری کا ذرا غور وفکر سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاعر رک رک کر کائنات پر غور کرنے والا شاعر ہے اور آئن اسٹائن کی طرح کائنات پر غور وفکر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس کے ہاں دیگر معاشرتی موضوعات کے علاوہ کائنات سے متعلق ایسے مضامین ملتے ہیں جو مکمل طور پر سائنسی ہیں۔

(امان اللہ امان۔مقالے سے اقتباس)

☆احمد حسین مجاہد جس سرزمین پر محوِ سفر ہے وہاں ان دنوں جیتے جاگتے دریاؤں کے غیاب اور گم شدگی پر کوئی اچنبھا نہیں ہوتا۔اسے ٹوٹتے ستاروں نے آنے والے شدید موسموں کی پیش آگاہی بخشی ہے اور ہجرت وہجر کے ذائقے سے آشنا کیا ہے۔اپنی خاک ہوتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ وہ موجۂ خوشبو کے تعاقب میں سرگرداں ہے اور اپنی سانسوں کے ساتھ گردشِ افلاک میں شراکت کا دعویدار بھی۔چار سو بکھری آیات کی تلاوت کرتا ہوا، اپنی تنہائی کے ہمراہ اَن دیکھی، انجانی سمتوں میں گامزن ہے۔ان سمتوں کی طرف جہاں ہر شجر کی اوٹ میں کوئی ستارا اپنی لو کے جلو میں اس کا منتظر ہے اور ہر کنجِ تاریک میں کوئی نقشِ کفِ پا مثلِ چراغ روشن ہے۔منہدم مکانوں پر نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد اب اس کو طلب فقط آبِ حیات ہی کی نہیں بلکہ وہ بعد ازاں اوک میں بھری آگ کا گھونٹ بھرنے کو بھی تیار ہے۔غبار آلود سمتوں، ملبے تلے دبے پھولوں اور دلوں کو چیرتے بے نور سناٹے سے گزر کر آنے والے کی سچائی لفظ لفظ آپ تک رسا ہونے کو ہے، خبردار رہئے گا!!

(پروفیسر ضیاء المصطفیٰ ترک۔مضمون سے اقتباس)

☆گزشتہ کئی ماہ سے میں آپ کے ایک شعر میں مبتلا ہوں۔میرا مسئلہ ہے کہ جب بھی کوئی عالیشان شعر یا نظم سنتا یا پڑھتا ہوں تو اس کے سحر میں گرفتار ہو جاتا ہوں اور کئی دن تک اسی کیفیت میں رہتا ہوں۔جب یہ آسیب زائل ہوتا ہے تو دوسری کوئی چیز پڑھتا ہوں مگر اب تو کئی ماہ سے، ایسی وحشت ہے کہ میں انت مچایا ہوا ہے۔آپ کا شعر عرض کیا ہے

اس نے کچھ ایسی نگاہوں سے مجھے دیکھا تھا
میرا سایہ بھی پسینے میں نہایا ہوا تھا

(ڈاکٹر وحید احمد۔خط سے اقتباس)

☆احمد حسین مجاہد کی شاعری گہرے تفکر اور عمیق مشاہدات و تجربات کی حامل ہے۔آپ کے شعر موزوں کرنے کا خوبصورت انداز قدرت کی ودیعت ہے۔آپ غزل کے علاوہ نظم بھی کہتے ہیں جو ان کے فلسفیانہ، مفکرانہ عناصر کی حامل ہے۔یوں تو مجاہد کی شاعری پر بہت تفصیلی بات ہوسکتی ہے اور ان کے متعدد اشعار نمونہ کے طور پر یہاں نقل کئے جا سکتے ہیں مگر تحریر کے طویل ہو جانے کے خدشے سے صرف دو شعر نقل کرتا ہوں، جن کو پڑھ کر احمد حسین مجاہد کے اسلوب، فنِ شعر پر گرفت اور دسترس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔آپ کے یہ دو شعر ایسے ہیں جنہوں نے میرے ذوقِ سخن کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے اور میرے وردِ زبان بن گئے ہیں اور اکثر اوقات تنہائی میں دہراتا رہتا ہوں اور دل ہی دل میں داد بھی دیتا رہتا ہوں۔

یہ شعر جو مجاہد کے مجموعہ کلام ''دھند میں لپٹا جنگل'' میں شامل ایک غزل کا ہے

مدت گزر گئی ہے اس حال میں کہ میرے
اک ہاتھ میں دیا ہے، اک ہاتھ ہے دیے پر

دوسرا شعر جو آپ کی تازہ تخلیق کردہ غزل کا ہے

مجھے بھی دیکھتا ہے دیکھتا ہوں میں کہ نہیں
مرے عدو کو وہ ظالم گلے لگاتے ہوئے

(سلطان سکون۔تاثرات سے اقتباس)

☆ آپ کے کلام میں جدت، ندرت اور اظہار بیان کے جملہ لوازمات انتہائی برجستگی اور بے ساختگی کے ساتھ ادا ہوئے ہیں۔یہی وہ اسلوبیاتی اُپچ ہے کہ جو اُردو غزل اور نظم کی پُر مائیگی میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔مجھے احمد حسین مجاہد کی غزل نظم سے زیادہ اچھی لگتی ہے اور اُس کی نظم غزل سے حسین تر دکھائی دیتی ہے یہی اس کے طلسماتی انداز بیان کی تاثیر ہے کہ جو ہمیشہ میرے لئے پُرکشش رہی۔احمد حسین مجاہد کے کلام میں نادرہ کاری عصری حسیت کے تناظر میں وہ رنگ اُبھارتی ہے کہ جو ان چھوئے اور منفرد ہیں۔یہی عالم احمد حسین مجاہد کی نثر کا بھی ہے۔

ڈاکٹر محمد سفیان صفی
ایسوسی ایٹ پروفیسر
شعبۂ اُردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

☆احمد حسین مجاہد کی غزل میں وقت کی راگنی اپنے دھیمے سروں کے ساتھ انسان کے اندر سوئی ہوئی انسانیت جگاتی ہے اور جذبات کو مہمیز بھی کرتی ہے۔ایسا مضمون جو کسی نے شعر میں بیان تو کیا کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی نہ آیا ہو، اسے احمد حسین مجاہد پوری رمزیت و ایمائیت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

مصرف نکل ہی آتا ہے بیکار چیز کا
لاتا ہوں بھیک باپ کی پگڑی میں ڈال کے

سر پر بنالیا ہے پرندے نے گھونسلہ
غافل میں خود سے ایسا ترے دھیان میں ہوا

(گوہر رحمان نوید۔کتاب سے اقتباس)

آج کا باشعور، دھیما، میٹھا اور Composed احمد حسین مجاہد نہایت سوچ سمجھ کر مدلل انداز میں بات کرتا ہے۔وہ ایک ماہر illusionist کی طرح اپنے شعری ماحول میں وہ فریبِ نظر تخلیق کرتا ہے کہ قاری مارے حیرت کے دنگ رہ جاتا ہے۔اور یہی احمد حسین مجاہد کی Speciality ہے۔

یونہی نہیں یہ پرندے فضا میں ٹھہرے ہوئے
کسی کو دیکھ لیا ہوگا مسکراتے ہوئے

سر پر بنالیا ہے پرندے نے گھونسلہ
غافل میں خود سے ایسا ترے دھیان میں ہوا

ایسے بے مثال اشعار کی اس کے ہاں کوئی کمی نہیں۔ایک Perfectionist ہونے کے ناطے وہ غزل اور نظم ہر دو اصنافِ سخن میں یکساں مہارت کے ساتھ داخلی رومان اور خارجی شعور کی آمیزش سے وہ Images بناتا ہے جو باقاعدہ سانس لیتے اور باتیں کرتے محسوس ہوتے ہیں۔

احمد حسین مجاہد کلاسیکی شعری قرائن سے کما حقہٗ واقفیت کے باوجود ادب میں جدید عصری ارتقا کا بھی بڑی حد تک قائل نظر آتا ہے۔وہ بجا طور پر نئے اسلوب کا ایک نمائندہ شاعر ہے اور کسی فنی یا فکری مغالطے کا شکار نظر نہیں آتا۔

(ڈاکٹر ضیاء الرشید)

☆خواب اگر اپنی تعبیر پر قناعت کر لے تو جستجو کا دم گھٹ جاتا ہے اور زندگی ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح دریا سے جوہڑ میں آجاتی ہے مگر احمد حسین مجاہد کہیں رکتا نظر نہیں آتا، اس کے خواب کا سفر دریا بہ دریا، جو بہ جو رواں دواں ہے۔

میں جس کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں اک زمانے سے
کہیں وہ مل ہی نہ جائے یہ احتمال عذاب

شاعر کا یہی توانا اور پر امید لہجہ اجتماعی زندگی سے جڑتا ہے تو معاشرے میں تبدیلی کے امکانات روشن ہوتے ہیں، فصلیں لہلہاتی ہیں اور خوشحالی کے وہ خواب جنم لیتے ہیں جنہیں دیکھنا انسان کی ضرورت بھی ہے۔

(جانِ عالم۔مضمون سے اقتباس)

☆احمد حسین مجاہد کی شاعری پراسرار رومان پرور فضاؤں کی ایسی نادر تمثالوں پر مشتمل ہے جہاں حقیقت، تخیل، بصیرت اور وجدان لمحہ بہ لمحہ باطنی کیفیات کی مصوری کرتے نظر آتے ہیں۔

(عامر سہیل۔خاکے سے اقتباس)

آپ کے پاس واقعی کہنے کے لئے بہت کچھ ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے پاس وہ ہنر بھی موجود ہے جو مردہ لفظوں کو بھی نئی زندگی عطا کر دیتا ہے۔(عطاء الحق قاسمی۔خط سے اقتباس) ☆مجاہد کی شاعری میں ایک موسمِ بے اختیاری دل کھینچتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔نظم ہو یا غزل، مجاہد کا مخصوص لہجہ دسمبر کی شفاف چاندنی اور گھنے جنگل کی ہواؤں کے لمس اور خوشبو کا احساس دلاتا ہے۔

☆بے ساختگی اور خلوصِ جاں احمد حسین مجاہد کی تحریر اور شعر کے بنیادی عناصر ہیں۔مجاہد ایک شاندار ماضی رکھتا ہے اور اس حوالے سے اس کا مستقبل بھی تابناک ہے۔

(خالد خواجہ۔امریکہ۔تاثرات)

☆احمد حسین مجاہد نہ صرف اعلیٰ درجہ کے شاعر بلکہ خوبصورت نثر نگار بھی ہیں۔وُہ اردو کے علاوہ ہندکو میں بھی شعر کہتے ہیں جن سے اُن کی اپنی مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو اشعار کی بارش ہوتے ہی فضا کو معطر کر دیتی ہے۔اس حوالے سے وُہ خالص ہندکو زبان اور لب و لہجے پر یقین رکھتے ہیں۔اردو شاعری میں وُہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

سر پر بنالیا ہے پرندے نے گھونسلہ
غافل میں خود سے ایسا ترے دھیان میں

میری دانست میں احمد حسین مجاہد تجرباتی، مشاہداتی اور مطالعاتی عوامل سے شعر کشید کرتے ہیں جو خیال اور زبان دونوں حوالوں سے اُن کی شاعری کو سنوارتا چلا جاتا ہے۔خیالات کی ندرت اور مضامین کی تازگی اُن کے ہاں ہر جگہ پائی جاتی ہے۔انہوں نے جن مسائل کو موضوعِ سخن بنایا ہے، خوب نبھایا ہے۔

(نسیم عباسی۔تاثرات)

☆احمد حسین مجاہد کا برج اسد ہے، ستارہ شمس اور عنصر آگ!!!اس طرح کے لوگ رکیں تو کوہِ گراں اور چلیں تو حدودِ وقت سے آگے گزر جاتے ہیں۔وقت سے آگے گزر جانے والے تنہا تو ہوتے ہی ہیں، بلا کے دکھی بھی ہوتے ہیں۔لڑکیوں کو چھیڑ کر ہمسائے کی سیڑھیوں میں چھپ جانے والے لڑکوں کی طرح کھلنڈرا اور لا ابالی نظر آنے والا احمد حسین مجاہد تازہ تازہ محبت میں گرفتار ہو جانے والی لڑکی کی طرح مضطرب اور کسی پرانی حویلی کی طرح اداس اور پراسرار ہے۔ستارہ شمس اور عنصر آگ، ان دونوں چیزوں نے مجاہد کو آتش بجاں بلکہ شعلۂ جوالہ بنا رکھا ہے۔مجاہد صرف ٹھنڈ ہی ٹھنڈ نہیں، آگ ہی آگ بھی ہے۔مجاہد کی محبت، مجاہد کی تخلیقی لپک، مجاہد کی دوست دارانہ تپیدگی، مجاہد کی ذہانت کا سیک، مجاہد کا تخلیقی سوز و گداز۔۔۔یہ شخص آگ ہی آگ ہے، حدت ہی حدت ہے، شدت ہی شدت ہے۔

(ڈاکٹر افتخار مغل۔خاکہ ''الاؤ'' سے اقتباس)

(عامر سہیل۔خاکے سے اقتباس) ☆بے ساختگی اور خلوصِ جاں احمد حسین مجاہد کی تحریر اور شعر کے بنیادی عناصر ہیں۔مجاہد ایک شاندار ماضی رکھتا ہے اور اس حوالے سے اس کا مستقبل بھی تابناک ہے۔(خالد خواجہ۔امریکہ۔تاثرات) ☆احمد حسین مجاہد نہ صرف اعلیٰ درجہ کے شاعر بلکہ خوبصورت نثر نگار بھی ہیں۔وُہ اردو کے علاوہ ہندکو میں بھی شعر کہتے ہیں جن سے اُن کی اپنی مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو اشعار کی بارش ہوتے ہی فضا کو معطر کردیتی ہے۔اس حوالے سے وُہ خالص ہندکو زبان اور لب و لہجے پر یقین رکھتے ہیں۔اردو شاعری میں وُہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔